مولانا عبدالمنان حقانی
فاضل جامعہ دارالعلوم حقانیہ

وہ درُوں میں سوزِ جگر رکھنے والے پاسبان

یہ جہاں کیا ہے!، بس ''آمدند و رفتند'' کی تماشہ گاہ، اور ''كُلُّ مَنْ عَلَيْهَافَانٍ'' کا منظر نامہ ہے۔ جہاں حق تعالی کے تکوینی امر ''كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ'' سے کوئی فردِ بشر مستثنی نہیں، اپنے وقت پر سب ہی گئے اور سب ہی کو جانا ہے۔ اور اس طرح کیوں نہ ہو کہ یہ دنیا ''اقامت گاہ''نہیں، بلکہ ''محض گذرگاہ'' ہے، اور مؤمن کی منزل مقصود تو ''وصل بحق'' ہے جو آخرت ہی میں ممکن ہے۔

لَهٗ مَلَكٌ يُنَادِيْ كُلَّ يَوْمٍ   لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنَوْا لِلْخَرَابِ

''رب تعالی کی طرف سے ایک فرشتہ اس امر پر مقرر ہے، کہ ہر روز یہ صدا لگاتا ہے، اے بنی آدم! مرنے کیلئے جیتے رہو اور ویرانے کیلئے تعمیر کرتے رہو''

امت کا سائبان

لیکن جانے والوں میں کچھ ایسے خوش بخت ہستیاں بھی ہوتی ہیں کہ قافلہ ہستی کیلئے مینارہ نور ہوتی ہیں، ایوان علم اُن کے بہار آفرین وجود سے گل لالہ بن جاتا ہے، زندگی اُن کے نقش و پا سے راستے ڈھونڈتی ہے، بے کس ودرماندہ افراد اُنکے سایہء عاطفت میں پناہ لیتے ہیں، وہ شمع کی مانند خود پگھلتے ہیں مگر مخلوق خدا پر ضوفشانی کرتے ہیں، خود جلتے ہیں مگر دوسروں کو جِلا بخشتے ہیں۔ وہ اُمّت کیلئے سائبان ہوتے ہیں۔ اُن کے آئینہ رخ زیبا میں یادخدا کی تصویر جھلکتی نظر آتی ہے، اِذَا رُؤُوْا ذُكِرَاللّٰه، اگر رب ذوالمنن کے سامنے ناز کریں تو آسمان سے صدائے لبیک آتی ہے، گڑگڑائیں تو عرش الٰہی کانپ جاتا ہے۔ دنیا سے یہ بھی جاتے ہیں مگر اس شان سے جاتے ہیں کہ کہ ہر چہار سو صف ماتم بچھ جاتی ہے۔ آسمان وزمین نوحہ کرتے ہیں، زمانہ تاریخ کی کروٹ بدل دیتا ہے۔

اِک رہنام دیدہ ور

آہ! ان مبارک ہستیوں میں ہمارے شیخ، شیخ الحدیث حضرت مولانا شیر علی شاہ المدنی، رحمہ اللہ تعالی بھی تھے، جو ہمیں سوگوار چھوڑ کر اس دارِفانی سے رحلت فرماگئے۔ مادرِ علمی دارالعلوم حقانیہ کی دارالحدیث سے جو سحر آفرین آواز آتی تھی، ہمیشہ کیلئے بند ہوگئی، طلبہ اپنی یتیمی پر نوحہ کناں ہوئے کہ میر قافلہ بچھڑ گئے۔ تحریک طالبان کی ''امارت

اسلامیہ'' پر سکوت مرگ طاری ہوا کہ عرب وعجم میں انکا صحیح معنوں میں ترجمان، عظیم مشفق اور دستِ راست رخصت ہوئے، عالم اسلام مغموم ہوا کہ ملت ایک دیدہ ور رہنما سے محروم ہوگئی ۔'' اِنّ للّٰہ ماأخذ ولہ ماأعطی و کلّ شیئٍ عندہ بأجلٍ مسمیً''۔

یوں تو پورے ملک میں مقتدر علمی شخصیات انگلیوں پر گنی جاسکتی ہیں، حق تعالی ان کا سایہ باعافیت تادیر قائم رکھے، اور ملک وملت انکی علمی ودینی خدمات سے سرشار رہے، آمین۔ لیکن ملت کو درپیش مسائل کے مختلف میدانوں میں ہمہ جہتہ قائدانہ صلاحیتوں کے مالک ہستیاں، بہت کم پیدا ہوتے ہیں......

ع بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ہمارے حضرت رحمہ اللہ تعالی نے اپنے پیشرو اکابر کے خلا کو ایسے طور پر پُر کرکے دکھایا کہ دنیا عش عش کر کے اٹھی مگر آپکے جانے سے دینی وعلمی دنیا میں جو ایک خاص قسم کا خلا پیدا ہوگیا، مدتوں اسے محسوس کیا جائے گا۔

نواسۂ حسین کا ہر جلوہ حسن تھا

حق تعالی شانہ نے آپ کو اس قدر ظاہری وباطنی کمالات سے نوازا تھا جسکا صحیح ادراک اہل دل ہی کر سکتے ہیں۔ عرب وعجم کے اہل علم انکے فضل وکمال، انکے تدین وتقوی، انکے اخلاص وعزیمت اور انکی شہامت ونجابت کے معترف تھے۔ طلبہ دین انکے تفسیری وحدیثی، فقہی وکلامی معارف پر سر دھنتے تھے۔ جبکہ حکام وقت انکی حمیت وغیرت، انکی جرأت واستقامت اور انکی حق گوئی وبے باکی سے خائف تھے۔ اور احباب ان کے حسن صورت، حسن سیرت اور حسن مصاحبت ومعاشرت نیز حسن تبسم پر گرویدہ تھے۔

آپ رحمہ اللہ تعالی نے اگرچہ باقاعدہ اہل ''خانقاہ'' کی طرح بیعت وارشاد کا طریقہ نہیں اپنایا تھا، مگر آپ کو حق جل مجدہ نے ولایت کے اعلی مقام سے نوازا تھا، ''وَ لَا أُزَکِّيْ عَلَی اللّٰہِ أَحَدًا''، آپ اپنے شیخ الشیخ حضرت مدنی رحمہ اللہ جیسے بہت کچھ ہونے کے باوجود انکساری اور تواضع کے پیکر تھے۔ اسی لئے نام ونمود اور شہرت سے گریزاں تھے۔ عام مسلمانوں خصوصًا اہل علم اور طلبہ دین میں گھل مل کر انکی طرح رہنا پسند فرماتے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی: ''اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْأَبْرَارَ الْأَتْقِیَاءَ الْأَخْفِیَاءَ''(الحاکم في المستدرك) ''بے شک اللہ تعالی اُن نیکوکاروں کے ساتھ محبت فرماتے ہیں جو پرہیزگار اور (لوگوں میں گھل مل کر رہنے کی بوجہ) گمنام ہوں'' کے مطابق گویا آپ ''تَقِيٌّ خَفِيٌّ''، یعنی ''گمنام ولی'' اور ''محبوبِ خدا'' تھے۔

آپ قدس سرہ کو حق تعالی شانہ نے عبدیت ومحبوبیت کا اعلی مقام ومرتبہ عطا فرمایا تھا، اور انکی یہ محبوبیت عطیہء آسمانی ''ثمّ یُوْضَعُ لہُ القَبُوْلُ فِیْ الاَرْضِ'' تھا۔ محبوبیت بین الخلق کا اندازہ نماز جنازہ میں توقع سے زائد تعداد میں خلق خدا کی شرکت سے لگایا جاسکتا ہے۔

دنیا نے آپ کی رحلت پر دیکھا کہ خلقت کی کتنی بڑی تعداد نے رب کریم ورحیم کے سامنے مغفرت کی کی سفارش کی، جبکہ حق تعالی نے تو چند مسلمانوں کی شہادت پر بھی مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے اور اس سے بڑھ کر تعداد میں مردان باوفا تا قیامت ان کے حق اسطرح کی سفارشیں اور مغفرت کی دعائیں کرتے رہیں گے، اُمیدِ قوی ہے کہ بفضلہٖ تعالی یہ سفارشیں روز قیامت بھی کارآمد ثابت ہونگی۔ آمین۔

عنداللہ مقبولیت کی علامات

آپ کی عنداللہ مقبولیت ومحبوبیت اور خاتمہ بالخیر کی علامات میں سے ایک بہت بڑی نشانی داعیٔ اجل کو لبیک کہنے سے کچھ قبل جمعہ مبارک کی بابرکت گھڑیوں میں رب رحمٰن ورحیم کے سامنے سربسجود ہونا، اور جمعہ کے دن راہیٔ آخرت ہونا ہے۔ وَ لَا أُزَكِّي عَلَى اللّٰهِ أَحَدًا

قَرُبَ الرَّحِيْلُ الى دِيَار الآخرَة   فَاجْعَلْ اِلٰهِي خَيرَ عُمرِیْ آخِره

"آخرت کی طرف کوچ کا وقت قریب آگیا ہے، الٰہی میری عمر کا بہتر حصہ آخری حصہ کو بنائے"۔

حق تعالی کے مقبول اور نیک بندوں کو مرنے کا غم نہیں، وہ تو مرنے کی خوشی میں جیتے ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "تُحفَةُ المُؤْمِنِ المَوْتُ" (الطبراني) "موت مومن کا تحفہ ہے۔"

حق تبارک وتعالی شانہ کا نظام قدرت وحکمت بھی عجیب ہے کہ بعض حضرات بزم جہاں میں تو دیر سے آتے ہیں مگرانکو نشست "صدّيقين أوّلين" کے پہلو میں دی جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"اِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِیْ آخِرِهٰذِهِ الْأُمّةِ قَوْمٌ لَهُم مِثْلُ أَجْرِ أَوّلِهِم، يأمُرونَ بالمَعْرُوفِ و يَنْهَوْنَ عَنِ المُنْكَرِ ويُقاتِلُونَ أَهْلَ الفِتَنِ" (البيهقى فى دلائل النبوة)

"اس امت کے آخر میں کچھ لوگ ہوں گے جن کو اجر امت کے پہلوں کا سا دیا جائے گا، یہ لوگ "معروف" کا حکم دیں گے، برائیوں سے روکیں گے، اور "اہل فتنہ" سے لڑیں گے۔"

یعنی "امر بالعروف"، "نہی عن المنکر" اور "فتنہ پردازوں سے برسر پیکار رہنا" یہی تین وصف ایسے ہیں جو پچھلوں کو پہلوں سے ملادیتے ہیں۔ ہمارے حضرت شیخ قدس سرہ بھی انہی "الآخرون السابقون" میں تھے، جو ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم "لَهُم مِثْلُ أَجْرِ أَوّلِهم" کے شرف وافتخار سے نوازے گئے، اور جن کی پوری زندگی "اہل فتن" سے جہاد و پیکار میں گذری۔

ہمارے حضرت شیخ قدس سرہ اِن اوصاف کے حامل تھے ہی کہ زمانہ اور اہل زمانہ کے بڑے نبض شناس تھے، اور فتنہ انگیز اور اسکی فتنہ انگیزی کو کبھی برداشت نہ کر سکے۔

دیو بند کی نسبت

آپ رحمہ اللہ تعالی اکابر علماء اہل سنت والجماعت کی خصوصیات اور کمالات کے جامع تھے،اور علی وجہ البصیرت مسلک دیوبند کے ترجمان،اور مذہب حنفیت کے شیدائی تھے۔آپ نے دعوتی اسفار میں دنیائے عرب وعجم کو 'بِالْأُدِلَّةِ الْمُقْنِعَة' یہ باور کرایا کہ مسلک دیوبند ایک معتدل ،زیغ سے خالی اور اہل سنت والجماعت کے طریق پر گامزن مسلک ومشرب ہے،جو''جَعَلْنَاکُمْ اُمَّةً وَسَطًا'' کا مصداق اور زندہ نمونہ ہے،اس جیسا مسلک پوری دنیا میں شاید کوئی اور ہو کیونکہ آپ عالمِ عرب وعجم کو مختلف پہلوؤں سے دیکھ چکے تھے۔

علماء دیوبند کی ایک خصوصیت جو دوسروں سے اُن کو ممتاز بناتی ہے وہ یہ ہے کہ ان کی جدوجہد کا محور ایک میدان نہیں رہتا، بلکہ وہ اپنے وقت اور حوصلے کے مطابق ہر میدانِ عمل میں سبقیت کے گھوڑے دوڑاتے ہیں۔

کمالات کا سنگم

میدانِ علم کے ساتھ سیاستِ ملک وملت کا امتزاج بھی ہمارے اکابر کی خصوصیت ہے، ان میں بطورخاص شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ قابل ذکر ہیں،جو بہ یک وقت شارح حدیث بھی تھے،شیخ طریقت بھی تھے،داعی الی اللہ بھی تھے اور مجاہد آزادی بھی تھے۔حضرت مدنی رحمہ اللہ کے یہ تمام خصوصیات ان کے باکمال شاگردوں میں اس طرح منتقل ہوئی کہ جو جہاں پہنچ گیا وہیں سب میادین آباد ہوئے۔

ہمارے حضرت رحمہ اللہ تعالی کی زندگی کے مشاغل میں غور کیا جائے تو بھی ہر میدان میں منفرد نظر آتے ہیں۔اور کیوں نہ ہو وہ بھی تو حضرت سید الطائفہ مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ تعالی،حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق حقانی رحمہ اللہ تعالی اور مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر رحمہم اللہ کے مایہ ناز تلامذہ میں سے تھےاور دیوبندیت کی سِلسِلَةُ الذَّهَب کی منور کڑیوں میں پروئے ہوئے تھے۔

آپ رحمہ اللہ نے اپنے اکابر دیوبند کی نسبت کی ہمیشہ لاج رکھی ،انہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قدیم طرز کے مدارس اور مساجد کیساتھ تادمِ اخیر وابستہ رہے اور دامن زہد کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ کے عہد خداوندی کو عِلمًا،وعقیدةً،پیش نظر رکھا، باوجودیکہ خاندانی لحاظ سے آپ صاحب ثروت کنبہ سے تعلق رکھتے تھے اور دنیا مختلف روپ بدل کر آپ سامنے اپنی ظاہری زیب وزینت اور شان وشوکت کیساتھ مختلف جہات سے نمودار ہوئی ،لیکن مادیت پرستی سے متاثر ہوئے بغیر زاہدانہ بودوباش کو خرافانہ طرز زندگی پر ہمیشہ ترجیح دی۔

فقیری کو ترجیح

نیز باوجودیکہ آپ کا شمار جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے رئیس شیخ علامہ عبداللہ ابن باز رحمہ اللہ تعالی کے

ممتاز تلامذہ میں ہوتا تھا، اندرون اور بیرون ملک کسی بھی بڑے منصب کا حصول ان کے لیئے دستِ چپ کا کام تھا، آپ چاہتے تو کسی بھی بڑی یونیورسٹی کے چانسلر کے عہدے سے لے کر قاضی القضاۃ تک کے عہدے پر جلوہ افروز ہونا، اسیطرح بیرون ملک سفیر کے منصب سے لے کر کسی تعلیمی ادارے کے ''رَئِیس ''اور بڑے ''مُشرِف '' یا'' الدُّکتور'' بننا ان کیلئے آسان تھا۔لیکن آپ نے علی وجہ البصیرت ہر قسم کی دنیوی ترقی پر تدریسی مشغلہ کو ترجیح دی کیونکہ آپ جانتے تھے کہ مسجد، مدرسہ،اور تدریس سے ہٹ کر کسی بھی قسم کے دنیوی منصب کو ان پر ترجیح دینا شانِ علم ومعرفت کے خلاف ہے،اور نتیجہ اسکا دونوں جہاں میں خذلان ہے،جس پر تجربہ شاہد ہے۔(عافانااللّٰہ تعالی)

آپ اللہ تبارک وتعالی پر یقین کامل کا سہارا لیتے ہوئے ہر طاغوت کے سامنے سد سکندر بن کر ڈٹے رہے،کفری قوتوں سے خوف و ہراس کو اپنے پاس آنے نہ دیا، کیونکہ کہ آپ کو یقین تھا کہ کفر کی ظاہری شان وشوکت اور مادی اسباب کی حیثیت رب جبار وقہار کے سامنے مکھڑی کے گھر،جالے جیسی بھی نہیں۔ جبکہ حق تعالی اپنے دوستوں کی غیبی مدد کا وعدہ ''اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ''،''اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلَاغَالِبَ لَکُمْ'' ازل میں فرما چکے ہیں، اور''اِنَّ اللّٰہَ لَایُخْلِفُ الْمِیْعَاد'' بنابریں وقت کے ہر عالمی طاغوت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر انہیں پسپائی پر مجبور کر دیا،اور خود کبھی ان سے لرزہ براندام ہوئے اور نہ اس کامرانی پر عجب یا فریب خوردنی کا شکار ہوئے۔ اسی قوتِ یقین کا صلہ تو یوں ہی تھا، کہ آپ مُوَفَّقٌ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی تھے،دستِ قدرت نے غیب سے ہمیشہ ان کی دستگیری فرمائی۔

ہمارے حضرت اُمّت کو درپیش جملہ مسائل میں بالعموم اور چندمیدانوں میں بالخصوص امتیازی کردار کے غازی تھے ، یعنی : تدریس ، تحفظ ختم نبوت اور جہاد ،اور بالخصوص زندگی کے آخری سالوں میں تو گویا ہر گھڑی ان کاموں کیلئے وقف تھی۔

سوزِ جگر،قلبِ مضطر

دراصل آپ اسلامی تعلیمات اور شعائرِ اسلام سے متعلق ضمیر کے اندر ایک سوزِ جگر رکھتے تھے،جو آپ کو مسلمانوں کی موجودہ زبون حالی، اس کے اسباب اور مستقبل میں اس سے نجات جیسے اُمور کا دِھیان وتوجہ دلاتا، اور آپ اس نتیجہ پر پہنچے تھے کہ مسلمانوں کیلئے سابقہ شان وشوکت تک رسائی اور موجودہ زبون حالی سے قرآن وحدیث کی صحیح تعلیمات ،ان پر عمل اور جذبہ جہاد کے احیاء میں مضمر ہے۔

لِمِثْلِ ھٰذَا یَذُوْبُ الْقَلْبُ مِنْ کَمِدٍ اِنْ کَانَ فِی الْقَلْبِ اِسْلَامٌ وَاِیْمَان

''اس جیسی زبون حالی کو دیکھ کر دل غم واندوہ سے پگھل جاتا ہے،بشرطیکہ دل میں ایمان واسلام کی شمع روشن ہو''

آپ کے درسِ قرآن وحدیث سے ملک وبیرون ملک کی فضائیں معطر تھی۔ یومیہ دروس ، سالانہ اور چہل روزہ دوروں کے نہ ختم ہونے والے مسلسل دورانیے معمولِ زندگی سمجھے جاتے تھے۔

ختم نبوت کا سپاہی

ختم نبوت کے کام کے ساتھ گویا ان کو عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔مناظرہ بازی جس سے طبعی طور آپ بہت دور تھے ،لیکن تحفظ ختم نبوت کے میدان میں ایسے دندان شکن مناظروں کی تاریخ رقم کی کہ مرزاملعون کے پیروکارتاحشر یادرکھیں گے۔(لعنھم اللّٰہ)

نام کا اثر

خاتمہ برلطیفہ: تجربہ شاہد ہے کہ نام کا اثرمسمی پرنمایاں ہوتا ہے، ہمارے حضرت والابھی اسم بامسمی تھے ،آپکے اسم گرامی ’’شیرعلی شاہ‘‘ کے اجزاء ترکیبیہ تین ہیں: ’’شیر‘‘ ،’’علی‘‘ اور’’شاہ‘‘ ،جبکہ چوتھا ’’مدنی‘‘ ہے ۔اور ہر ایک میں صفتِ فضل وکمال کی طرف رمز پائی جاتی ہے .مثلاً :

شیر : میں اشارہ ہے شجاعت ،بسالت ،جرأت مندی اورداشمنانِ اسلام کا آپ سے خائف ومرعوب ہونے، اوردستِ قدرت کا غیب سے مدد کرنے کی طرف ۔نکتہ: شَیر اورشِیر (شین پرزیر اور یائے معلوم کیاتھ)چونکہ لکھنے میں ایک جیسے ہیں،اورقاعدہ ہے کہ ’’مثلین ومتجانسین‘‘ میں سے ایک کے ذکر سے دوسرے کا معنی بھی مرادلیا جا سکتا ہے، بنابرین یہاں شَیر ذکر ہوکر شِیر کا معنی مراد لینے کی گنجائش ہے، پس شِیر بمعنی دودھ یا شیرین یعنی مٹھاس میں اشارہ ہے محبوبیت اورشیرین زبانی کیطرف۔ نیز بہر دوصورت جدال بالموعظة الحسنه کی طرف بھی اشارہ ہے۔کہ آپ ختمِ نبوت کے بہترین مناظر،حنفیت کے وکیل اورمسلک دیوبند، نیز افغان ’’طالبان‘‘ کے بلند پایہ ترجمان تھے۔

علی : میں اشارہ ہے، حسب ونسب یعنی سیادت، علم اور ولایت کی طرف ، کہ آپ کے جدامجد حضرت علی رضی اللہ عنہ ،علم کے باب اورتصوف کے اکثر سلاسل کا محورومرکز تھے۔ نیز آپ کے شیخِ تفسیر سیدالطائفہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ بھی علم ولایت کے اعلی مقام پر فائز تھے۔

شاہ: بمعنی آقا، آغا، میں اشارہ ہے، سیادت ، قیادت، علمی جاہ وجلال ،محبوبیت اور دلوں پر حکمرانی کی طرف

مدنی : مدینہ سے منسوب ،میں اشارہ، آقائے مدنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس اورمدینةالرسول صلی اللّٰه علیه وسلم کیساتھ فرطِ محبت اور مدنی پیغاموں خصوصًا ارشادنبوی صلی اللہ علیہ وسلم : أَخْرِجُوا اليَهُودَ مِنْ جَزِيْرَةِ العَرَبِ کی پاسبانی ونفاذ،کیطرف ہے۔جن صفاتِ فضل وکمال کی طرف حضرت والا کے اسم گرامی میں رموز پائی جاتی ہیں، حق تعالی شانہ نے آپ کواُن تمام ظاہری وباطنی کمالات سے نوازا تھا۔

این سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

رحمه اللّٰه تعالى رحمةً واسعةً وأكرم نزله ووسّع مَدخلَه و يرحم اللّٰه عبدًا قال:آمينا